Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

An Academic and Research Review of the Limitations of Personal Rights and Freedom of Expression in Islam

اسلام میں حق شخصی واظہار رائے کی آزادی کے حدود وقیود کا علمی و تحقیقی جائزہ

Al-Qirtas Arabic

Amina Sharif

PhD Research Scholar, Department of Islamic Studies, UST, Bannu

Abstract

Human rights are considered to be the most important topic in modern times, and human rights are also being declared as the criteria for evaluating human civilization in the United Nations. Allah almighty sent Prophets one after the other for the welfare of humanity and protection of human rights, and finally sent the benefactor of humanity, Prophet Muhammad (peace be upon him) as the bearer of human rights. He (peace be upon him) brought humanity out of the mire of oppression and reformed every aspect of their lives. He taught respect for the protection of human rights, not only that, but also set high examples in the payment of human rights and on 9 Dhu al-Hijjah 10 Hijri / 4 March 632, in the form of the last Hajj Sermon, he announced the universal and ideal and eternal manifesto of human rights. In the universal gathering of one hundred and twenty-four thousand companions, he gave a comprehensive charter containing the laws of human rights in Islam, which will remain as an ideal charter for the rest of the world. In which the rights of men, women, neighbors, slaves, orphans, laborers, children, widows, and travelers based on justice and equality have been explained. The spirit of freedom, as it is a natural thing and every human being desires to be free to live according to his will and not be affected by the will of others. This desire for freedom is sometimes so intense that a person does not hesitate to make the biggest sacrifice. Despite this desire for freedom, some people are deprived of this right to freedom. In this article, the freedom of personal rights and freedom of expression will be presented in the teachings of Islam in detail.

Keywords: Freedom of Expression, Islam, Islamic History, Human rights charter, Personal rights

Al-Qirtas ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

تعارف

عصر حاضر میں انسانی حقوق کو اہم ترین موضوع گردانا جاتا ہے اور اقوام عالم میں انسانی تہذیب کی جانچ وپرکھنے کا معیار بھی حقوق انسانی کو قرار دیا جارہا ہے۔ اللہ تعالی نے یکے بعد دیگر فلاح انسانیت اور تحفظ حقوق انسانیت کی خاطر انبیاء بھیجے اور بالآخر محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ کو انسانی حقوق کے علمبردار کی حیثیت سے بھیجا۔ آپ ﷺ نے انسانیت کو ظلم وزیادتی کی دلدل سے نکال کر ان کے ہر گوشہ زندگی کی اصلاح فرمائی۔ حقوق انسانی کا تحفظ کا احترام سکھایا، یہی نہیں بلکہ انسانی حقوق کی ادائیگی میں خود اعلی مثالیں قائم کیں اور 9 ذوالحجہ 10 ہجری/4 مارچ 632 کو خطبہ حجۃالوداع کی صورت میں انسانی حقوق کا عالمگیر اور حقوق انسانی کی مثالی اور ابدی منشور کا اعلان تقریبا ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کے عالمگیر اجتماع میں کیا اور اسلام میں انسانی حقوق کے قوانین پر مشتمل ایک جامع چارٹر عطا فرمایا کہ جس کی رہتی دنیا تک مثالی چارٹر کی حیثیت رہے گی۔ جس میں عدل ومساوات پر مبنی مردوں، عورتوں پڑوسیوں، غلاموں، یتیموں، مزدوروں، بچوں بیواؤں، مسافروں کے حقوق بیان فرمادیے۔

جذبہ آزادی، چونکہ ایک فطری چیز ہے اور ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے آزاد ہو اور دوسروں کی مرضی اس پر نہ چلے۔ آزادی کی یہ خواہش بعض اوقات اتنی شدید ہوتی ہے کہ انسان بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ آزادی کی اس چاہت کے باوجود بعض لوگ آزادی کے اس حق سے محروم رہتے ہیں۔ اس کی دو بڑی وجوہات ہیں:

(1) ایک یہ کہ ہم انسانوں کے بیچ ایسے لوگ موجود ہیں جو دوسروں پر اپنی مرضی چلانا چاہتے ہیں اور اپنی طاقت، لالچ اور دھوکا دہی کے ذریعے دوسروں کی آزادی کو سلب کر لیتے ہیں۔ وہ یہ نہیں چاہتے کہ کوئی ان کے برابر ہو جائیں اور دوسروں کے سر ان کے سامنے جھکے رہیں۔

(2) دوسری وجہ انسانی زندگی کے اجتماعی ادارے ہیں جو بعض لوگوں کو غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی انسان تنہا نہیں رہ سکتا، وہ فطرتا اجتماعی زندگی گزارنے پر مجبور ہوتا ہے اور اس کی ضروریات اسے اجتماعی زندگی گزارنے اور اجتماعی اداروں سے تعلق رکھنے پر مجبور کرتی ہیں۔ تو اکثر اوقات یہ اجتماعی ادارے فرد کی آزادی کو سلب کر لیتے ہیں اور اسے آزادی کی فکر وعمل سے محروم کر دیتے ہیں۔[i]

اسلام میں شخصی آزادی کا تصور

آزادی سے متعلق اسلام کا اصل موقف یہ ہے کہ وہ آزادی کا محافظ اور حامی ہے۔ اس سے متعلق ارشاد باری تعالی ہے:

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ[ii]

ترجمہ: "دین میں زبردستی نہیں ہدایت صاف طور پر ظاہر اور گمراہی سے الگ ہوئی ہے"۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اوس وخزرج کی وہ خواتین جو اولاد جننے سے ناامید ہو چکی تھی انہوں نے یہ نذر مانیں کہ اگر ان کی اولاد ہوئیں تو وہ انہیں یہودی بنادیں گے۔ لہذا جن کی اولاد ہوئیں تو انہوں نے اپنی نذر کو پورا بھی کیا مگر جب مدینہ میں اسلام کی روشنی پھیل گئی اور وہ عورتیں اپنے شوہروں سمیت اسلام قبول کر گئے تو انہوں نے اپنی اولاد کو اسلام لانے پر مجبور کرنا چاہا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ دین کے معاملے میں کوئی جبر وزبردستی نہیں۔[iii]

اس حوالے سے خلیفہ دوم سیدنا عمر بن خطاب کا فرمان ہے:

مذ كم تعبدتم الناس وقد ولدتهم أمهاتهم أحرارا[iv]

ترجمہ: "تم نے لوگوں کو کب غلام بنایا یقیناً انہیں ان کے ماؤں نے آزاد جنا"۔

اسی طرح خلیفہ چہارم سیدنا علی بن ابی طالب نے یہ وصیت فرمائی کہ تم لوگوں کو کسی انسان کا غلام نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ اللہ تعالی نے تمام انسانوں کو آزاد پیدا فرمایا ہے:

وَ لاَ تَكُنْ عَبْدَ غَيْرِكَ وَ قَدْ جَعَلَكَ اَللَّهُ حُرّاً"[v]

ترجمہ: "کسی اور کے بندے نہ ہو جانا کیوں کہ اللہ تعالی نے تم کو آزاد پیدا کیا"۔

Al-Qirtas ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

انسان صرف اپنے خالق کا محکوم ہے اور وہ اللہ تعالی کے سوا کسی کا محکوم نہیں ہے۔انسان کو آزاد پیدا کیا گیا ہے اور کسی فرد یا ریاست کو کا ہر گز حق نہیں کہ اس کے علم اور عمل میں کوئی مداخلت کریں۔اس کی جان مال اور عزت کے خلاف کسی کو کوئی قدم اٹھانے کا حق نہیں۔یہ آزادی انسان کو اس کے خالق نے دلوائی ہے۔یہ ان کا پیدائسی حق ہے۔انسانی حقوق کا عالمی منشور اسی حقانیت کا انکشاف ہے۔دنیا کے تمام اقوام نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے اور اپنے آئین میں اس کے خلاف ورزی نہ کرنے کی ضمانت دی ہے۔

شعور آزادی انسان کی فطرت میں ودیعت ہے۔وہ کبھی نہیں چاہتا کہ کوئی اس کی آزادی سلب کرنے کی کوشش کریں خطبہ حجۃ الوداع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کی طرف نہایت بلیغ انداز میں توجہ دلائی تھی:

فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا[vi]

ترجمہ: "بے شک تم پر حرام ہیں تمہاری جان، تمہاری مال اور تمہاری آبرو جس طرح تمہارے لیے آج کے دن، اس شہر اور اس ماہ کی حرمت ہے"۔

شخصی آزادی کی راہ میں حائل رکاوٹیں

اب اس بات کی تحقیق ہونی چاہیے کہ اس آزادی کی راہ میں وہ کون کون سی رکاوٹیں ہیں جن کے باعث ہر انسان کو اس کی شخصی آزادی اس طریقے سے میسر نہیں جس طرح اس کا حق بنتا ہے:

(1) ذہنی وفکری غلامی

(2) احساس کمتری

(3) سیاسی رکاوٹیں

(4) مذہبی روکاوٹیں

(5) مذہبی فرقہ واریت

ذہنی وفکری غلامی:

سب سے پہلے اگر ہم کسی انسان کی شخصی آزادی کو سلب کرنا چاہتے ہیں تو اسے ذہنی طور پر غلام بنا کر اس کی شخصی آزادی یعنی سوچنے کا محور بدلنا ہوگا۔پھر وہ خود سے فیصلہ کرنے کے بجائے سے دوسروں کو رول ماڈل کے طور پر اپنے فیصلوں میں دخل اندازی کا راستہ فراہم کرتا ہے، پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ خود سے فیصلہ کرنے کی صلاحیت کھودیتا ہے اور دوسروں کے رحم و کرم پر زندگی جیتا ہے۔اور یہی سے اس کی شخصی آزادی غلامی میں بدل جاتی ہیں۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ ذہنی غلامی کی ابتدا انسان کے بچپن ہی سے ہوتی ہے اور بچوں کا نصاب تعلیم اس میں بہت بڑا کردار ادا کرتا ہے۔لہذا بچوں کے لئے تعلیمی نصاب بناتے وقت جدید تقاضوں کو مد نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ ان کی مذہبی واخلاقی تربیت کا خاطر خواہ انتظام رکھنا چاہیئے۔ذہنی غلامی کے بھی مختلف درجے ہیں بعض اوقات ایک فرد کسی دوسرے سے اس قدر متاثر ہوتا ہے کہ اس کے ہر قول و فعل کی پیروی کرتا ہے جب کہ بعض ذہنی غلامی محدود ہوتی ہیں۔[vii]

ذہنی غلام بنانے کا طریقہ کار

(1) فکری غلامی کی ابتداء یوں شروع ہو جاتا ہے کہ کسی مذہبی رہ نما کو غیر معمولی اہمیت دی جائے اور ان کی شخصیت اور کردار کو اس قدر مبالغہ آمیز بنا دیا جائے کہ لوگ ان کی اندھی تقلید کرنے پر مجبور ہو جائیں۔اس مقصد کے لیے رہ نما لوگوں کے بڑے بڑے اجتماعات میں اپنی تعریفات کرنے کے لیے اپنے مریدوں کی باقاعدہ جماعتیں بناتے ہیں جو اپنے رہ نما کی شخصیت، کردار اور کرامات کو اس قدر مؤثر انداز میں بیان کرتے ہیں۔

(2) ذہنی غلام بنانے کا ایک مؤثر طریقہ کار یہ بھی ہے کہ عقل کے استعمال کی حوصلہ شکنی کی جائے اور لوگوں کی ذہن سازی یوں کی جائے کہ عقل ہی انسانی گمراہی کا بنیادی سبب ہے کیوں کہ جب شیطان نے اپنی عقل کا استعمال کیا تو اللہ تعالی کی نافرمانی کا مرتکب ہوا اور ملعون ہو کر دربار الٰہی سے نکال دیا گیا۔

(3) ذہنی غلامی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ لوگوں کے ذہن میں یہ بات اتار دی جائیں کہ اپنے رہ نما سے اختلاف رکھنا ایک بہت بڑا گناہ ہے۔

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

(4) اپنے پیروکاروں کو عقل کے بجائے کسی خاص جذبہ سے کنٹرول کرنا کیوں کہ عقلی طور پر کسی کو قائل کرنے کے لیے دلیل کی ضرورت پڑتی ہے مگر محبت، عقیدت اور غیرت وہ جذبات ہیں جن کی بدولت رہ نما اپنے پیروکاروں کو مؤثر انداز میں اپنے جال میں پکڑ لیتا ہے۔

(5) ایک طریقہ کار یہ بھی ہے کہ بعض رہ نما اپنے پیروکاروں کو اپنی اطاعت پر مجبور کرنے کے لیے قرآن وسنت کے ان نصوص کو بطور دلیل پیش کیا کرتے ہیں جن میں اطاعت امیر کا حکم ہو۔

(6) بعض جماعتوں کے اصول وضوابط میں زیادہ سوالات اور گفت گو پر پابندی عائد کی جاتی ہے تاکہ ان کے پیروکار جماعت کے خفیہ پالیسیوں سے بے خبر رہیں۔[viii]

فکری آزادی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ تعلیمات میں یہ معاملہ نہ تھا کہ بلا غور وفکر اور تدبر کے اندھا دھند تقلید کی جائے بلکہ قرآن مجید میں بار بار غور وفکر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ[ix]

ترجمہ: "بے شک آسمان اور زمین کی پیدائش اور دن رات کے بدلنے میں عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں"۔

اسی طرح رسول خدا نے امت کو اس بات کی ترغیب دی ہے کہ وہ دوسروں کے رائے کا پورا خیال رکھیں جیسا کہ آپ نے غزوہ احد کے موقع پر اپنی رائے کے برعکس نوجوان صحابہ کرام کی رائے پر مدینہ سے باہر نکل کر جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا۔

غزوہ احزاب کے موقع پر ایک سابقہ غلام سلمان فارسی کے مشورہ پر خندقیں کھودنے کا فیصلہ کیا۔اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ کے مجلس میں اظہار رائے کی کس قدر آزادی تھی یعنی آپ کے حضور عرب وعجم اور امیر وغریب سب کو یکساں طور کو اظہار رائے کا حق تھا۔[x]

اسلام اور مغرب کے آزادی فکر میں بنیادی فرق

اسلام اور اہل مغرب کے آزادی فکر میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلام کا آزادی اظہار رائے کا تصور ایک خاص اخلاقی دائرے کا پابند ہے۔ ہر فرد کی آزادی کی ایک خاص حد ہے یعنی وہ اس قدر آزاد ہے کہ وہ دوسروں کی آزادی کو متاثر نہ کریں جب کہ اس کے برعکس اہل مغرب میں لوگ آزادی فکر کے نام پر دوسروں کی آزادی میں مداخلت کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ آزادی فکر ہی کے نام پر دیگر مذاہب اور ان کی مقدس شخصیات کی توہین تک کیا کرتے ہیں۔جب کہ اسلام میں تعمیری تنقید اور جرح کی اجازت ہے مگر اپنی ذات کی نمائش، دوسروں کے خلاف پروپیگنڈا کرنے، مذہبی شعائر اور مقدس شخصیات کی گستاخی کی کوئی گنجائش نہیں۔

فکری غلامی کے سدباب

فکری وذہنی غلام کے سدباب کے لیے اسلامی اصولوں کے مطابق درج ذیل اصلاحات درکار ہے۔

(1) فکری آزادی کو معاشرے میں بڑی قدر دی جائے۔

(2) معاشرے میں ذہنی غلامی کو ایک بُرائی تسلیم لیا جائے۔

(3) نئی نسل کو یوں تربیت دی جائے جو اپنی عقل وسمجھ کو استعمال کریں۔

(4) فکری آزادی کے حوالے سے تعلیمی نصاب میں قابل قدر اصلاحات کی ضرورت ہیں۔

(5) علماء کرام اور سماجی مفکرین کو فکری آزادی کے فروغ میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔[xi]

احساس کمتری:

شخصی آزادی کے راستے میں ایک بڑی رکاوٹ احساس کمتری بھی ہے۔ اگر احساس کمتری کو ختم کر کے اپنا محاسبہ شروع کیا جائے تو ذہنی غلامی سے چھٹکارا پایا جاسکتا ہے۔

احساس کمتری ایک ایسی چیز ہے جس کے باعث انسان کو یہ احساس ہوتا ہے کہ جو کام دوسرے لوگ کر رہے ہیں وہ میں نہیں کر سکتا حالانکہ صرف اسی احساس کو دور کر کے آپ اس سے کہیں زیادہ اچھا پرفارم کر سکتے ہیں اور ایک آزاد شخصیت بن سکتے ہیں، بجائے اس کے کہ دوسروں کے پیچھے بھاگے اور کامیاب زندگی بسر کرے۔

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

دوسروں کی ثقافت، اخلاق اور معاشرت اپنانے کے بجائے زندگی کے داخلی وخارجی راستے تلاش کرنے ہوں گے۔ ہر دلکش بننے والی چیز کو اپنی راہ نجات سمجھنے کے بجائے اس کی حقیقی قدر وقیمت معلوم کرنی ہوگی۔ ایک افضل امت ہونے اور زر خرید غلام ہونے میں فرق معلوم کرنا ہوگا اور اتنی اخلاقی جرات ہونی چاہیے کہ اپنے حقوق کی پامالی پر آواز اٹھا کر احتجاجاً کھڑے ہو سکیں تب جا کر ہمیں شخصی طور پر آزاد تسلیم کیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں۔

سیاسی رکاوٹیں:

انسان نے انسان کو غلام بنانے کا سلسلہ تقریباً اسی زمانے سے شروع کیا جب کھیتی باڑی شروع ہوئی جو پتھر کے زمانے کا آخری دور تھا۔ اس کے بعد کانسی اور لوہے کا زمانہ آیا اور گزر گیا تب انسانی تاریخ لکھی جانے لگیں صفحہ صفحہ لکھتے لکھتے بارہ ہزار برس بیت گئے اور اکیسویں صدی میں پہنچ گئے۔ انسان نے پتھر سے انفارمیشن ٹیکنالوجی تک کا سفر طے کیا لیکن انسان کے ہاتھوں انسان کو غلام بنانے کا سلسلہ ختم نہ ہوا۔ یہاں تک کہ مادی ترقی کے ساتھ انسانی غلامی کی ترقی یافتہ صورتیں سامنے آتی گئیں جس کو ماڈرن سلیوری کہا گیا۔ ماڈرن سلیوری کی تعریف میں انسانی اسمگلنگ، جبری مشقت، بچوں سے مزدوری اور زبردستی کی شادی وغیرہ شامل ہیں تاہم یہ ماڈرن سلیوری کے ضمن میں انسانی غلامی کی بدترین شکل ہے۔

آج کے دور میں خوشبو میں لپٹی ماڈرن انسانی غلامی کی اس منفرد شکل کو پہلی بار زیر بحث لایا جا رہا ہے لوگوں کو غلامی سے نکال کر آزاد اور بہتر بنانے کے لیے جمہوریت کا نظریہ پیش کیا گیا۔ جب کہ بعض گروہوں نے اپنے ممالک میں مذکورہ فلسفے کو صرف سرورق کے طور پر استعمال کیا اور اندر سے عام آدمی کی حکومت کی مکمل طور پر نفی کی گئی۔ ایسی گروہوں کا عام آدمی کی حکومتوں کی سربراہی سے دور رکھنے کا مقصد ریاست پر خاندانی تسلط برقرار رکھنا تھا۔ اسی طرح سیاسی جماعتوں کی سربراہی اور ان کی پالیسیوں پر اختیار اور انتخابات کے ذریعے بننے والی حکومتوں کا کنٹرول مسلسل مخصوص خاندانوں نے سیاست کو پیشے کے طور پر اپنایا۔ اور سیاست کو ذاتی جاگیر سمجھتے ہوئے اس وراثت میں اپنی نئی نسل کو منتقل کیا جس سے کروڑوں ووٹروں کے پاس اس بات کے علاوہ کوئی آپشن نہ رہا کہ انہیں مخصوص خاندانوں کو اپنا حکمران چنے۔ اس ماڈرن انسانی غلامی کی خفیہ صورت کو پولیٹیکل سلیوری کہا جاتا ہے۔

جو کہ انسان کی شخصی آزادی کے قتل کے مترادف بھی ہے۔[xii]

سیاسی نظام سے متعلق اسلام کی اصلاحات

دین اسلام نے نظام حکومت کا جو تصور پیش کیا ہے وہ دیگر نظامہائے حکومت سے بالکل جدا ہے کیوں کہ:

(1) اس نے ایک باقاعدہ جمہوری نظام کا تصور پیش کیا۔

(2) حقوق عامہ کی صحیح تشریح کی۔

(3) انتظامی قوانین وضع کیے۔

(4) عدل وانصاف اور مساوات کی ترغیب دی۔

(5) اور شخصی سیاسی نظام اور نسلی امتیاز کو مٹا دیا۔

جمہوری نظام کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

(1) حکومت جمہور کی ملکیت ہے نہ کہ ذاتی یا خاندانی۔

(2) تمام شہری ہر قسم کے حقوق اور قوانین میں برابر ہیں۔

(3) ملک کے سبھی انتظامی اور قانونی امور اصحاب الرائے کے باہمی مشورہ سے ہو۔

(4) بیت المال عوام کی ملک ہو۔[xiii]

مذہبی رکاوٹیں:

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

مذہب ایک ایسی چیز ہے جو کہ انسان کو ماں کی گود اور والدین کی طرف سے وراثت میں مل جاتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ وہ انسان کو اپنے بندھن میں باندھ دیتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ انسان کی عادتیں، اخلاق اور اعمال اس مذہب کے تابع ہو جاتے ہیں۔انسان کی عمر جیسے جیسے بڑھتی ہے اس کا مذہب سے لگاؤ اتنا ہی پختہ ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اپنی شخصی آزادی کے تابع ہونے کے بجائے اپنے مذہب کے تابع ہو جاتا ہے اور یہ اس کے مذہب پر منحصر ہوتا ہے کہ اس کی شخصی آزادی کا کتنا خیال رکھتا ہے اور کس حد تک اس کو پابند بناتا ہے۔

مذہبی فرقہ واریت:

فرقہ واریت ایک ایسی چیز ہے جو مذہب کو بھی اندر سے تقسیم کر دیتے ہیں ہر فرقہ دوسرے کو کافر کہتا ہے اور خود کو راہ حق پر اور اسی طرح وہ آنکھیں بند کر کے اپنے رہ نما کے پیچھے بھاگتا ہے اور خود سے تحقیق نہیں کرتا۔ یوں اپنے فرقے کے غلط اور صحیح میں تمیز نہیں کرتا اور خود بھی یہ نہیں سوچتا کہ میں جن کا پیروکار ہوں وہ کس راستے پر گامزن ہے؟اسی طرح وہ اندھی تقلید کر کے مذہبی فرقہ واریت کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے وہ خود کو راہ حق سمجھتا ہے مگر وہ فرقہ واریت کا غلام بن جاتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ وہ اگر اس راستے پر گامزن رہے تو اپنی شخصی آزادی کو حاصل نہ کر سکے گا۔

دنیا کے باقی مذاہب کے مقابلے میں اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے فرد کی شخصی آزادی اور اس کے شخصی حقوق کی حفاظت کی ہے۔ اللہ تعالی کے احکامات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات میں بار بار اس کی تلقین کی گئی ہے کہ فرد کی عزت نفس اور تکریم انسانیت کا پورا پورا لحاظ اسلامی معاشرہ اور حکومت میں لازمی طور پر کیا جانا چاہیے۔ فرد کی شخصی آزادی اس کے انفرادی حقوق کی سب سے بڑی ضمانت خطبہ حجۃ الوداع میں رسول اکرم نے یوں دی ہے:

فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا[xiv]

ترجمہ: بے شک تم پر حرام ہیں تمہاری جان، تمہاری مال اور تمہاری آبرو جس طرح تمہارے لیے آج کے دن، اس شہر اور اس ماہ کی حرمت ہے۔

اسلام میں شخصی آزادی سے متعلق اظہار رائے کی اہمیت کا اندازہ اس روایت سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے اپنے دور خلافت میں والی مصر حضرت عمرو بن العاص کے بیٹے کو کسی معاملے میں زیادتی پر طلب کیا اور عدل وانصاف کا تقاضا پورا کرنے کے بعد فرمایا:

مذ کم تعبدتم الناس وقد ولدتھم أمھاتھم أحرارا[xv]

ترجمہ: تم نے لوگوں کو کب غلام بنایا یقیناً انہیں ان کے ماؤں نے آزاد جنا۔

خلفاء راشدین نے شخصی آزادی کو وہ مقام دیا تھا کہ مخالفین اسلام بھی اس کے قائل ہے۔ جب حضرت ابو بکر الصدیق خلیفہ بنے تو حضرت سعد بن عبادہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی اور جب آپ فوت ہوئے اور حضرت عمر بن خطاب خلیفہ بنے تو وہ شام چلے گئے اور وہاں فوت ہوئے۔[xvi]

اسلام میں فکری آزادی کی اجازت تو ہے مگر وہ ایک خاص اخلاقی دائرے کا پابند ہے۔ ہر فرد کی آزادی کی ایک خاص حد ہے یعنی وہ اس قدر آزاد ہے کہ وہ دوسروں کی آزادی کو متاثر نہ کریں۔

عقیدہ اور مذہب کی آزادی

عقیدہ اور مذہب کی آزادی کے متعلق اسلام کی تعلیمات بالکل واضح ہے یہ اسلام کی خوبی اور وسعت قلبی کا نمایاں ثبوت ہے کہ اس نے مذہب وعقیدہ کے معاملے میں کسی قسم کی تنگ نظری یا زیادتی کو پسند نہیں کیا بلکہ یہ اعلان کیا کہ کسی بھی فرد کو مذہب تبدیل کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ[xvii]

ترجمہ: "دین میں زبردستی نہیں ہدایت صاف طور پر ظاہر اور گمراہی سے الگ ہوئی ہے۔

مذکورہ آیت میں لا اکراہ فی الدین سے مراد یہ ہے کہ اسلام، دین کے قبول کرنے یا اسے رد کرنے میں جبر کو جائز نہیں سمجھتا۔اسلام جہاں کسی دین کی قبولیت میں جبر واکراہ کو ناجائز سمجھتا ہے وہاں اسے رد کرنے کے لیے بھی جبر کو جائز نہیں سمجھتا۔اسلام احترام آدمیت کے تحت عقیدے کی آزادی کا حامی ہے۔

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

رسول خدا اور صحابہ کرام حق مذہب وعقیدہ کو بڑے احترام کے ساتھ تسلیم کیا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا تھا کہ غیر مسلموں کو اس بات کی اجازت دی جائے کہ مذہب کے معاملے میں آزادانہ غور وفکر کریں اور بغیر کسی بیرونی دباؤ کے اپنا ذہن کسی مذہب پر یکسو کرے اور اس پر آزادانہ عمل کرے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ[xviii]

ترجمہ: "اگر مشرکوں میں سے کوئی تمہارے پاس پناہ میں آنا چاہے تو اسے پناہ دینا یہاں تک کہ وہ کلام اللہ سن لیں پھر اسے امن کی جگہ پہنچا دینا یہ اس لیے کہ وہ علم نہیں رکھتے"۔

اس آیت میں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ جو افراد مختلف وجوہات سے تمہارے پاس امن کی تلاش میں آئیں تو انہیں پناہ دے دو پھر انہیں یہ موقع بھی ملنا چاہیے کہ اللہ کا پیغام سن سکے اگر وہ اللہ کو تسلیم کر لیں تو مسلمان بن جائیں اگر وہ اسلام قبول نہیں کرتے تب بھی ہر ممکن حفاظت فراہم کرنا چاہیے اور انہیں بعافیت ایسے مقام تک پہنچانا چاہیے جہاں وہ محفوظ و مامون ہو جائیں۔ اسی طرح اگر اسلامی تعلیمات کو مکمل طور پر جان لینے کے باوجود انہیں اطمینان نہیں ہوتا اور وہ اسے قبول نہیں کرتے تو انہیں مجبور نہیں کیا جائے گا اور انہیں ان کی حفاظت کے مقام تک پہنچا دیا جائے گا تاکہ وہ اپنی زندگی بسر کر سکیں۔[xix]

حصول علم کی آزادی:

اسلام نے ہر شخص کو علم نافع حاصل کرنے کی آزادی دی ہے۔ اسلام نے علم کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں برتی۔ اسلام نے علم کے حصول کے معاملے کو آسان اور سستا بنایا ہے یہاں تک تحصیل علم کو ہر مسلمان کے لیے لازم قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رشاد ہے۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ[xx]

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد پر فرض ہے۔

شخصی آزادی کی وسعت:

کوئی شخص اس وقت تک بطور معاشرے کا ایک فرد اپنے فرائض ادا نہیں کر سکتا جب کہ اسے تنقید اور اظہار رائے کی پوری آزادی نہ دی گئی ہو۔ اس لیے اسلام نے ہر فرد کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ خیالات اور افکار کو پھیلایا جائے کیوں کہ اس کے بغیر صحیح طور پر فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انجام نہیں دیا جا سکتا۔ اس مقصد کے لیے افراد کو حکومت اور اداروں سے متعلق سیاسی، معاشی اور معاشرتی مسائل پر اپنی رائے دینے اور تنقید کرنے کی مکمل اجازت ہو۔ تنقید ہی وہ قوت ہے جو سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کو چوکس رکھتی ہیں اور وہ انصاف کی راہ پر گامزن رہتے ہیں۔ اور اگر اظہار رائے اور تنقید پر پابندی لگائی جائے یا کمزور کر دی جائے تو انصاف کی رفتار کمزور ہو جائے گی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ تنقید، احتساب اور جائزہ ہی کی بدولت حکومت کے ادارے اپنے قانونی حدود میں رہتے ہیں۔ اس لیے عوام کے معاملات اور حکومت کے متعلقات پر اسلام نے کھلی بحث اور تنقید کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہبی اور سیاسی نظام نہیں ہے جس نے فرد کی آزادی پر اس اتنا زور دیا ہو اور اس سلسلے میں عملی اقدامات لیے ہوں۔ اسی طرح اسلام نے ہر مسلمان کو یہ اخلاقی ذمہ داری دی ہے کہ جب کبھی اور جہاں کہیں کوئی غلطی، برائی یا بے انصافی، چھوٹے یا بڑے حکمرانوں کے انفرادی اور اجتماعی زندگی یا ان کی پالیسیوں میں دیکھے تو اس کی اصلاح پر غور کریں اور اگر کسی کے ساتھ ظلم اور بے انصافی ہوئی ہو تو اسے انصاف دلوائے۔ اگر برائیوں، ناانصافی اور زیادتی وگناہ کے مرتکب افراد کو نہ روکا جائے اور ان کے اثرات سماجی اور سیاسی حدود میں پھیل جائیں تو یہ پوری کی پوری قوم کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے۔

وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا[xxi]

ترجمہ: "اور جب ہم کسی بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرے تو اس کے خوش حال افراد کو اطاعت کا حکم دیتے ہیں پھر وہ وہاں نافرمانیاں کرتے ہیں تو ان پر بات پوری ہو جاتی ہے اور ہم انہیں تباہ کر ڈالتے ہیں"۔

ہلاک کرنے کے ارادے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالی یوں ہی بے گناہ کسی انسانی آبادی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کر لیتا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی انسانی بستی برائی کے رستے پر چل پڑتی ہیں اور اللہ اسے تباہ کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس فیصلے کا ظہور اسی طریقے سے ہوتا ہے۔

Al-Qirtas ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

مذکورہ آیت معاشرے میں فرد کی آزادی اظہار کی عملی حقیقت پر روشنی ڈالتی ہے۔ بلاشبہ یہ بڑی اہم آزادی اور حق ہے کیوں کہ اگر یہ حق حاصل نہ ہو تو کوئی بھی شخص کسی بھی قومی یا سیاسی امور میں اپنا کردار ادا نہیں کر سکتا۔ گویا صرف یہ آزادی ہی نہیں بلکہ اس کا بر محل اور صحیح استعمال بھی اہم ہے۔ ہر شخص کو معلوم ہونا چاہیے کہ کب اور کہاں مجھے یہ حق استعمال کرنا ہے اسے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ کون سے معاملات معاشرے کی بہتری کے ہوتے ہیں اور کون سے معاملات ریاست کی فلاح اور سلامتی کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں۔[xxii]

خلاصۃ البحث

جذبہ آزادی ایک فطری چیز ہے۔ ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے آزاد ہو اور دوسروں کی مرضی اس پر نہ چلے۔ آزادی کی یہ خواہش بعض اوقات اتنی شدید ہوتی ہے کہ انسان بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ آزادی کی اس چاہت کے باوجود بعض لوگ آزادی کے اس حق سے محروم رہتے ہیں۔

انسان صرف اپنے خالق کا محکوم ہے اور وہ اللہ تعالی کے سوا کسی کا محکوم نہیں ہے۔ انسان کو آزاد پیدا کیا گیا ہے اور کسی فرد یا ریاست کو ہرگز حق نہیں کہ اس کے علم اور عمل میں کوئی مداخلت کرے۔ اس کی جان مال اور عزت کے خلاف کوئی قدم اٹھائے۔ انسانی حقوق کا عالمی منشور اسی حقانیت کا واضح ثبوت ہے۔ اسلام کا آزادی اظہار رائے کا تصور ایک خاص اخلاقی دائرے کا پابند ہے۔ ہر فرد کی آزادی کی ایک خاص حد ہے یعنی وہ اس قدر آزاد ہے کہ وہ دوسروں کی آزادی کو متاثر نہ کرے۔

حواشی و حوالہ جات

---

[i] ۔ افضل الرحمن، مترجم محمد ایوب منیر، شخصی آزادی، فیروز سنز، لاہور، (س۔ن) ص: ۱۲۳

[ii] ۔ القرآن: البقرہ، ۲: ۲۵۶

[iii] ۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۹ھ، ج ۱، ص ۵۲۱

[iv] ۔ علاء الدین علی بن حسام الدین، کنزل العمال، موسسہ الرسالہ، ۱۹۸۱ء، حدیث: ۳۶۰۱۱، ج ۱۲، ص ۶۶۱

[v] ۔ ابن ابی الحدید، ابو حامد عزالدین بن ہبۃ اللہ، شرح نہج البلاغہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ، ج ۱، ص ۴۵۰۱

[vi] ۔ صحیح البخاری، کتاب: الحج، باب: الخُطْبَۃ اَیَّامَ مِنًی، حدیث: ۱۷۳۹

[vii] ۔ اسلام میں ذہنی وجسمانی غلامی کے انسداد کی تاریخ، ص ۲۴

[viii] ۔ ایضاً، ص ۳۳۵

[ix] ۔ القرآن: آل عمران، ۳: ۱۹۰

[x] ۔ طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۲۶

[xi] ۔ اسلام میں جسمانی وذہنی غلامی کے انسداد کی تاریخ، ص ۳۵۰

[xii] ۔ شخصی آزادی، ص: ۱۴۵

[xiii] ۔ ابو الکلام آزاد، اسلام میں آزادی کا تصور، مکتبہ جمال، اردو بازار، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۲۳

[xiv] ۔ صحیح البخاری، کتاب: الحج، باب: الخُطْبَۃِ اَیَّامَ مِنًی، حدیث: ۱۷۳۹

[xv] ۔ کنزل العمال، حدیث: ۳۶۰۱۱، ج ۱۲، ص ۶۶۱

[xvi] اسلامی ریاست، ص ۳۱

Al-Qirtas ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

xvii ۔القرآن: البقرہ، ۲:۲۵۶

xviii ۔القرآن: التوبہ، ۹:۶

xix ۔ شخصی آزادی، ص:۱۹۷

xx ۔ سنن ابن ماجہ، ابواب: السنہ، باب: فَضُلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ، حدیث: ۲۲۴

xxi ۔القرآن: بنی اسرائیل، ۱۷:۱۶

xxii ۔ شخصی آزادی، ص ۱۵۰